بدھ | 23۔اپریل 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPL 61

جلد 47-82 نمبر 87 | بدھ 15ذی الحجہ۔1417ھ 23شہادت 1376ہش 23اپریل 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذاتی محبت الٰہی رکھنے والا بے اختیار خدا کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

ذاتی محبت والے سے اگر اس کی غرض پوچھی جاوے کہ تو کیوں خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ کچھ بھی بتا نہیں سکتا۔ کیونکہ اسے کوئی ذاتی غرض محسوس ہی نہیں ہوتی بلکہ اگر اس کے لئے دوزخ کی وعید بھی ہو کہ تو اگر عبادت کرے گا تو دوزخ ملے گا تب بھی وہ رک نہیں سکتا کیونکہ اس کے رگ و ریشہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت ہوتی ہے وہ بے اختیار ہو کر اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اسے نہیں معلوم کہ کیوں کھنچا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ ثواب و عذاب کی پروا کرتا ہے اور نہ مدح و ذم کا اثر اس پر ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 631)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا' دعا سے کام نہ لے گا وہ غمرہ جو دل پر پڑ جاتا ہے' دور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۔) یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دور نہیں کرتا ہے' جب تک خود قوم اس کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمت نہ کرے' شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لاتبدیل سنت ہے۔ پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو' وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں' ورنہ ممکن نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص 87)

خدا سے دعا کرتے ہوئے ناامید نہیں ہونا چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

انسان اپنے اعمال میں پاکیزگی پیدا کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے ہر ایک حکم کو بجالائے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس سے انسان خوش ہوتا ہے اسی پر انعام کرتا ہے اس طریق کو سن کر بعض لوگ کہہ دیں گے کہ یہ تو ایک بڑی بات ہے ہمیں پہلے اپنے اعمال کی درستی کے لئے ہی دعا کی ضرورت ہے کیونکہ دعا تو تب قبول ہو گی جب کہ اعمال درست ہوں گے اور اعمال اس وقت تک درست نہیں ہو سکتے جب تک کہ خدا تعالیٰ ہماری دستگیری نہ کرے اس لئے کوئی ایسی بات بتاؤ۔ جس پر عمل کرنے سے ہمارے جیسے کمزور ایمان اور کمزور اعمال والے انسانوں کی دعائیں بھی قبولیت کا شرف حاصل کر سکیں۔ کیونکہ ہم کو بہ نسبت دوسروں کے بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہمارے اعمال دعا کے ذریعہ درست اور مضبوط ہوں اور ہمیں کامل ایمان حاصل کرنے کی توفیق ملے۔ اس کے لئے میں آج چند ایسی باتیں بھی بیان کرتا ہوں جن کو ہر ابتدائی حالت والا انسان عمل میں لا سکتا ہے اور گو وہ معمولی نظر آتی ہیں لیکن در حقیقت بہت بڑی ہیں اور ان سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ایک بات تو وہ ہے جو گزشتہ خطبہ میں میں نے بتائی تھی۔ کہ انسان دعا کرتے ہوئے اس بات پر کامل ایمان رکھے کہ میں خدا کے حضور سے کبھی ناامید نہیں ہوں گا۔ اور کبھی تہی دست نہیں پھروں گا۔ لیکن اگر کوئی انسان دعا تو کرتا ہے مگر اس کا دل کہتا ہے کہ تیری دعا قبول نہیں ہو گی تو واقعہ میں اس کی دعا قبول نہیں ہو گی۔ اس لئے ہر ایک انسان اس یقین سے دعا مانگے کہ خدا تعالیٰ ضرور سنے گا اور قبول کرے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم انسانوں میں دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے جو پیارے ہوتے ہیں ان سے جو نیک سلوک کرتا ہے وہ بھی ان کی نظروں میں پیارا معلوم دینے لگ جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی ایک بچہ کو ہلاکت سے بچائے تو اس بچہ کے ماں باپ اس کے شکرگزار ہوں گے اور اسے یہ نہیں کہیں گے کہ تو نے بچہ کو بچایا ہے نہ کہ ہم کو۔ کہ ہم تیرے مشکور ہوں۔ تو یہ محبت کا تقاضا ہے کہ جو چیز کسی کی محبوب ہوتی ہے تو جب اس کو کوئی فائدہ پہنچائے یا اس کی نسبت کوئی اچھی بات کہے تو محب کے دل میں اس کی بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی گر دعا میں بھی انسان استعمال کر سکتا ہے۔

(از خطبہ 28 جولائی 1916ء)

ooo

الفضل میں خطبات

○ روزنامہ الفضل میں آئمہ جماعت احمدیہ کے خطبات سے اقتباسات دینے کا سلسلہ کئی سال سے جاری ہے۔ صفحہ اول پر ملفوظات کے نیچے خطبہ کا کوئی اقتباس شائع ہوتا ہے۔ اسی طرح صفحہ تین پر تلقین عمل اور افکار عالیہ کے زیر عنوان آئمہ احمدیت کے خطبات میں سے اقتباسات شائع کئے جاتے ہیں جو بعض دفعہ پورے صفحے سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ملفوظات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور ان خطبات کے اقتباسات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ فرمائیں۔

(ادارہ)

نکاح

○ محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار کی نواسی عزیزہ امتہ الحلیم بنت ونگ کمانڈر (ر) پروفیسر حمید احمد بھٹی کا نکاح عزیز خاور ممتاز بھٹی ابن ممتاز احمد صاحب بھٹی ساکن اسلام آباد سے پچاس ہزار روپے مہر پر مکرم مولوی عطاء الرحمان صاحب (ابن حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب) نے بتاریخ 4۔اپریل 1997ء احمدیہ ہال کراچی میں پڑھا۔

عزیز خاور بھٹی کے پڑدادا شیخ محمد بخش صاحب رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے۔ اور عزیزہ امتہ الحلیم مکرم کیپٹن ڈاکٹر شاہنواز خان صاحب کی پوتی ہے عزیزہ کے پڑدادا حضرت چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹی اور پڑنانا حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری دونو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق تھے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

تقریب رخصتانہ

○ عزیزہ مکرمہ صادقہ نوشین صاحبہ بنت مکرم عبدالحلیم عارف صاحب دارالبرکات ربوہ کی تقریب رخصتانہ مورخہ 97-4-17 کو منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر دعا مکرم مرزا بشیر احمد صاحب صدر محلہ دارالبرکات ربوہ نے کروائی۔ عزیزہ کا نکاح مورخہ 96-3-22 کو چنیوٹ میں مکرم بشارت احمد طاہر مربی سلسلہ نے بہمراہ مکرم نذیر احمد صاحب ابن مکرم معراج دین صاحب چنیوٹ بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا تھا۔ عزیزہ صادقہ نوشین مکرم مولوی عبدالرحیم عارف صاحب مربی سلسلہ کی پوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

○ عزیزہ سارہ احمد ملک صاحبہ بنت مکرم مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ کا نکاح مکرم وقار اسلام بھٹی صاحب ولد جسٹس محمد اسلام صاحب بھٹی کے ساتھ ازراہ شفقت حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے 29۔ جون 96ء کو بیت الرحمٰن واشنگٹن میں 32000/۔ ہزار ڈالر (امریکن) حق مہر پر

باقی صفحہ 7 پر

اصلاحِ نفس کے لئے نِری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

23- شہادت 1376 ھش 23 - اپریل 1997ء

دنیا کو دین میں ضم کریں

دین اور دنیا ایک دوسرے کے متوازی چلتے ہیں جو کچھ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں وہی کچھ ہمیں دین میں بھی نظر آسکتا ہے۔ یعنی جس طرح کے عوامل دنیا پر اثر انداز ہوتے ہیں ویسے ہی عوامل دین پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ کہا تو یہ جاتا ہے اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ دین اور دنیا کو ایک دوسرے میں اس طرح ضم کیا جاسکتا ہے کہ دنیا بھی دین ہی نظر آئے۔ بات دراصل نیت کی ہے اگر نیت یہ ہو کہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے اور اس کے احکام کی پیروی کرنی ہے تو معاملہ چاہے کتنا ہی دنیاداری کا کیوں نہ ہو وہ دین کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے اور دین ہی بن جاتا ہے۔ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اس کا ایک دوسرے سے فرق صرف اور صرف نیت کا ہوتا ہے اور نیت ہی طریق کار بھی متعین کرتی ہے۔ روپیہ جائز طریق پر بھی کمایا جاتا ہے اور بعض لوگ چوری کرکے بھی روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ گویا کہ دونوں باتوں میں نتیجہ تو روپے کا حصول ہے۔ لیکن نیت دونوں میں مختلف ہے۔ طریق کار دونوں میں مختلف ہے۔ اگر دنیاداری کی باتوں کو دین میں ضم کرنا ہو تو نیت یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے دئے گئے احکام پر عمل کرنا ہے اور اسے راضی کرنے کے لئے ہر کام سرانجام دینا ہے۔

کھانا کھانے کو عام طور پر تو دنیاداری ہی سمجھا جاتا ہے لیکن اگر اس لئے کھانا کھایا جائے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کھاؤ اور اپنی صحت اور زندگی کو برقرار رکھو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کے قابل بنے رہو تو اس سے بڑھ کر اور کونسی بات دین کی بات کہلاسکتی ہے۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ آپ کوئی ہی کام لیجئے اس کو اسی معیار پر پرکھئے۔ آپ تجارت کرتے ہیں۔ اپنے لئے روپیہ کماتے ہیں۔ اپنی آسائشوں کے لئے اہتمام کرتے ہیں لیکن اگر تجارت کرنے اور روپیہ کمانے میں قصد یہ ہو کہ دین کی خدمت بھی کرنا ہے تو یہی تجارت اور روپیہ کمانا دینی کام کہلائے گا۔ اگرچہ دنیا کو بالکل الگ تو نہیں کرسکتے۔ لیکن جب دنیا بھی دین بن جائے تو پھر انسان کو اور کیا چاہئے۔

غرض دین اور دنیا ایک دوسرے کے متوازی چلتے ہیں۔ جو کچھ دین میں نظر آتا ہے وہی دنیا میں نظر آتا ہے لیکن انسان کی خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ دنیا کو دین میں ضم کرکے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرسکتا ہے۔ اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو۔ ورنہ تو یہ دونوں باتیں الگ الگ نظر آتی ہیں۔ ان کے نتائج بھی الگ الگ سامنے آتے ہیں۔

پس ہمیں اس بات کی طرف ہمیشہ توجہ مبذول رکھنی چاہئے کہ ہمیں دنیا کے کاموں کو کس طرح دین میں ضم کرنا ہے کس طرح ہم نے ہر لحہ اور ہر قدم پر خدا تعالیٰ کو خوش کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی پسندیدگی حاصل کرتے ہوئے اس کے احکام پر عمل کرنا ہے۔ یہ کہ اگر دنیا کی پرواہ نہ کی جائے تو وہ بھی خراب ہو جاتی ہے اور دین کی بھی پرواہ نہ کی جائے تو وہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی سچائی ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ دنیاداری کے کاموں میں کسل سے کام لیا جائے تو نتائج اچھے نہیں نکلتے۔ دین داری کے کام میں بھی کسل سے کام لیا جائے تو نتائج اچھے نہیں نکل سکتے۔ دنیاداری کے کاموں میں کوشش کرکے انہیں آگے نہ بڑھایا جائے تو انسان ایک ہی جگہ کھڑا رہتا ہے ترقی ہی نہیں کرتا۔ دین داری کے کاموں میں بھی اگر کوشش کرکے انہیں آگے نہ بڑھایا جائے تو روحانی طور پر اپنی زندگی کو بہتر نہیں بنایا جاسکتا۔ دونوں کے لئے ایک جیسی کوشش کی ضرورت ہے۔ اس کوشش میں نیت کا بھی دخل ہے اور ارادے کا بھی دخل ہے۔ اگر انسان چاہے تو ہر لحہ اپنے کردار کو بلند سے بلند تر کرسکتا ہے۔ جس طرح دنیا کے کاموں میں ہر لحہ کوشش کرنے کی وجہ سے وہ اعلیٰ مراتب حاصل کرسکتا ہے یا اپنے لئے زیادہ آسائشیں فراہم کرسکتا ہے۔

پس دونوں کو سامنے رکھتے ہوئے کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو بھی اچھا بنائیے اور دین کو بھی اچھا بنائیے۔ اور پھر دنیا کو دین میں ضم کرکے اور بھی اچھے ہو جائیے۔ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرلیجئے۔ ایسا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور کوشش ایک ایسی بات ہے کہ اگر انسان نیک نیتی کے ساتھ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا کرتا ہے۔

پس آئیے ہم دنیا کو بھی سامنے رکھیں اور دین کو بھی سامنے رکھیں۔ کوشش دونوں کے لئے کریں اور دنیا کو دین میں ضم کرتے رہیں۔ دنیا کا ہر کام اس لئے کریں کہ وہ ہمارے دین کا ممد ثابت ہو۔ اور ہمیں بہتر سے بہتر انسان بناتا چلا جائے اور اس طرح ہم خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جائیں۔

ہمیں یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہئے کہ ہم نے دعوت الی اللہ کے لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ دکھانا ہے اور یہ نمونہ ہماری زبانی باتوں سے زیادہ کارگر اور موثر ثابت ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ کردار کردار پر اثر کرتا ہے اور اخلاق اخلاق پر۔ اگر ہم اپنی دنیا کو بھی ضم کرلیں تو یقیناً یہ بات لوگوں کو حیران کرنے والی ہوگی اور لوگ ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سینے میں جو دل اپنا دھڑکتے ہوئے دیکھا
اک ہلکے سے شعلے کو بھڑکتے ہوئے دیکھا
گرمی بھی بہت کم تھی ضیاء بھی تھی بہت کم
سوکھے ہوئے پتّوں کو کھڑکتے ہوئے دیکھا

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ربوہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی سیرت کی ایک جھلک

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث 1967ء میں انگلستان تشریف لائے تو یہ عاجز سمرسٹ میں مقیم تھا۔ حضرت صاحب کا امامت کے بعد پہلا دورہ یورپ تھا اور انگلستان کی جماعت کے احباب میں حضرت صاحب کی ملاقات کے تصور سے ہی مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔ لندن کے ائیرپورٹ پر پہلی دفعہ ہماری نگاہیں اپنے پیارے امام پر پڑیں۔ حضرت صاحب کا پیارا مسکراتا چہرہ۔ انتہائی شفقت سے بھرپور پیکر۔ نہایت سادہ اور دل کو موہ لینے والا انداز روح کی گہرائیوں تک اترتا چلا گیا۔ اس کے بعد انگلستان میں امامت ثالثہ کی پہلی بیعت ہوئی۔ جس میں یہ عاجز بھی شریک تھا۔ یوں لگتا تھا کہ گویا وجود نے ایک نیا روحانی جنم لیا ہو اور اپنی جان' مال اور ہر وہ چیز جو اسے عزیز ہو وہ اپنے پیارے آقا کے قدموں میں لا کر نچھاور کر دے۔

حضرت صاحب نے اس عاجز کو میرے اہل وعیال کے ہمراہ کمال شفقت سے شرف ملاقات بخشا اور کافی دیر ہمارے بچوں کے متعلق اور خاندان کے بزرگوں سے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ یوں لگتا تھا کہ یہ ہماری پہلی ملاقات نہیں تھی بلکہ ہم ہمیشہ سے ہی پیار کے ایک حسین رشتہ میں منسلک ہیں۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ "افراد جماعت اور امام جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں" اور حقیقت میں یہی وہ احساس ہے جو حضرت صاحب سے ملاقات کے بعد ہر شخص میں پوری شدت سے بیدار ہو جاتا تھا۔

چندہ ماہ کے بعد اس عاجز نے انگلستان میں ڈاکٹری کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر لی تو اس کی اطلاع اپنے آقا کو بھی دی اور ساتھ ہی اپنے کچھ جذبات کا اظہار بھی کیا۔ حضرت صاحب نے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور ایک مختصر سا فقرہ (اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے) لکھ کر ارسال فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک پیار بھرا مکتوب موصول ہوا۔ جس میں نہایت اپنائیت اور شفقت کا ایک یہ جملہ بھی تھا "ہمارے پاس کب آرہے ہیں" اللہ اللہ کیا انداز تھا! کیسا پیار تھا اس جملہ میں! کیسی محبت تھی جو کبھی بھی دل سے محو نہیں ہوتی! ایک ادنیٰ درجہ کے خادم کی تمام ضروریات کا احساس۔ اس کے جذبات کا خیال اور اس کی مصروفیت کو مدنظر رکھنے کا انوکھا طریق حضرت صاحب کے اعلیٰ درجہ کے خلق کو ظاہر کرتا ہے اور یہی نمونہ جو پہلے دن اس عاجز کے سامنے آیا اس میں آخری دن تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اپنے خادموں کا ہمیشہ اسی طرح خیال فرمایا اور اس طرح ان پر احسان پر احسان کیا کہ ان کے دلوں میں سوائے احساس ندامت اور شرمندگی کے کوئی اور جذبہ پیدا ہی نہ ہو سکے کبھی اپنی نالائقی پر نظر پڑتی اور حضرت صاحب کے احسانات سامنے آتے اور پھر حضرت صاحب کی مروت اور مزید دلداری دیکھتے تو شرمندگی بڑھتی ہی چلی جاتی۔ 1969ء میں یہ عاجز مرکز سلسلہ میں آیا تو حضرت صاحب نے شفقت سے فرمایا "میں نے آپ کے لئے سب انتظام کر دیا ہے" اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد سے آج تک کبھی کوئی ضرورت ایسی پیش نہیں آئی جو محض اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے پوری نہ کی ہو۔

علاج کے سلسلے میں حضرت صاحب سے قریبی تعلق رہا اور اس دوران حضرت صاحب کے اعلیٰ اخلاق کے بعض پہلو اجاگر ہو کر سامنے آئے۔ 1970ء میں حضرت صاحب کو گھوڑے سے گرنے کا حادثہ پیش آیا اور اس کے نتیجے میں کمر کے ایک مہرے کو ضرب آئی جس کی وجہ سے شدید تکلیف تھی۔ کھانسنے اور سانس تک لینے سے درد ہوتی تھی اس بیماری میں مکمل آرام کا مشورہ دیا گیا اور باوجود اس کے کہ بیماری بہت تکلیف دہ تھی لیکن حضرت صاحب کو بیماری سے زیادہ یہ کرب تھا۔ کہ اپنی پیاری جماعت کے افراد سے بیماری کی وجہ سے اب آزادانہ طور پر ملاقات نہیں کر سکتے تھے۔ جیسے تندرستی کی حالت میں کیا کرتے تھے اپنی تکلیف کو بھول کر احباب جماعت ہی کا خیال زیادہ ذہن میں رہتا تھا۔ ڈاک نہ دیکھ سکنے کا گلہ کرتے۔ غرض تمام وقت اپنے احباب کی ضروریات کا ہی خیال فرماتے۔ پھر محض قوت ارادی۔ عزم اور جواں مردی سے اس شدید بیماری کا مقابلہ کرتے ہوئے شدید قسم کے درد کو برداشت کرتے ہوئے کمر کو مضبوط کرنے والی ورزشیں شروع کیں اور بہت جلد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی مصروفیات میں یوں محو ہو گئے کہ کبھی اشارۃً بھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ کمر میں ایسی سخت ضرب آئی تھی کہ جس کے نشانات ایکسرے میں سالہا سال تک نظر آتے رہے۔

1974ء کے پر آشوب ایام میں مصروفیات کا جو عالم تھا وہ وہی جانتے ہیں جو حضرت صاحب کے قریب رہتے تھے۔ انسانی طاقت سے بڑھ کر بوجھ اپنی طبیعت پر اٹھایا۔ نہ دن کو دن سمجھا اور نہ رات کو رات۔ یہ بھی احساس نہ ہونے دیا کہ ان ایام میں کب سورج طلوع ہوا اور کب غروب۔ کاموں کا ایک مسلسل سیلاب تھا۔ ملاقاتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا تانتا تھا۔ مسکراتے چہرے کے ساتھ گھنٹوں ملنے والوں کو تسلی دیتے چلے جاتے تھے۔ نہ کھانے کے اوقات کی پابندی۔ نہ سونے اور جاگنے کے اوقات معین۔ نہ آرام کے لئے کوئی وقت مختص۔ چنانچہ اس مسلسل محنت اور انتہائی ذہنی اور دماغی بوجھ کو اٹھانے کے بعد ایک شدید قسم کی بیماری سے دوچار ہونا پڑا۔ جس کی وجہ سے کچھ عرصہ بڑی تشویش رہی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس تکلیف کو بھی دور کر دیا ایسے مواقع پر حضرت صاحب کی سیرت کا ایک درخشندہ پہلو جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل رکھنا ہے واضح ہو کر ہمارے سامنے آیا۔ ادویات جو ڈاکٹر تجویز کرتے حضرت صاحب ان کو استعمال فرماتے کیونکہ اسباب کو استعمال کرنے کا حکم ہے۔ لیکن ان دوائیوں کے علاوہ طب یونانی اور ہومیو پیتھک ادویات بھی استعمال میں رکھتے اور ہم جیسے لوگوں کو جو ان علوم سے بالکل کورے ہیں اس کے متعلق تفصیلات سمجھاتے اور اس کا فلسفہ ذہن نشین کرواتے۔ طبی امور میں حضرت صاحب کو بڑی دلچسپی تھی اور اس کے متعلق بڑا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ بہت سے ایسے رسائل زیر نظر رکھتے تھے جن میں طبی ریسرچ کے متعلق مضامین ہوا کرتے۔ پھر کوئی مضمون خصوصی دلچسپی کا حامل ہوتا تو اپنے خادموں کو پڑھنے کے لئے دیتے اور ان کی رائے حاصل کرتے لیکن ان تمام حقائق کے باوجود کبھی یہ احساس پیدا نہ ہونے دیا کہ امراض میں شفا محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے علاوہ کسی اور وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ کبھی کسی ڈاکٹر یا دوائی یا کسی اور سبب پر بھروسہ ظاہر نہیں کیا۔ صرف اور صرف اپنے خالق اور قادر مطلق خدا پر بھروسہ رکھا۔

اس لمبے عرصے میں ایسے مواقع بھی آئے جب انسان اپنی بے انتہا کوششوں کے باوجود ناکام ہو جاتا ہے اور خدائی فیصلے اور تقدیر کے سامنے اسے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ ایسے موقعوں پر غم واندوہ اور حسرت وناکامی سے انسان کا دل پھٹ کر رہ جاتا ہے لیکن اللہ کے پیارے بندے جن کی دنیا ہی دوسری ہوتی ہے وہ صبر وتوکل اور راضی برضا رہنے کا عدیم المثال نمونہ دکھایا کرتے ہیں۔ ایسے ہی بعض اندوہناک مواقع پر حضرت صاحب نے صبر کا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا اور خدا کی رضا پر رضامندی کی عملی تصویر دیکھنے والوں کے سامنے پیش کی اور اپنے خدام کو جو شدت غم سے دل برداشتہ تھے ان کے دلوں کو اپنے پیار سے تسلی دی اور باوجود اس کے کہ حضرت صاحب کا غم ان خدام کے غم سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا اپنے خدام کی اس طور پر ڈھارس بندھاتے تھے کہ ان کو بھی صبر جمیل کی توفیق ملتی۔

حضرت صاحب کی سیرت میں ایثار کا بھی اعلیٰ درجہ کا نمونہ نظر آتا ہے حضرت صاحب نے ہمیشہ اپنی جماعت کی ضروریات کو اور جماعت کے علاوہ بھی دوسرے ضرورت مندوں کو ہمیشہ اپنے نفس پر ترجیح دی اور وہ جو حضرت صاحب کا حق تھا اسے دوسری مخلوق کے فائدے کے لئے قربان کر دیا۔ اس حیرت انگیز ایثار کا نمونہ آخری دم تک دکھایا۔

آخری بیماری میں ہمت' جوانمردی' قوت مدافعت' صبر وتحمل' توکل علی اللہ اور خدام پر شفقت کا سیل رواں تھا جو مسلسل دیکھنے میں آیا۔ شدید بیماری کے باوجود احساس ذمہ داری اس شدت کا تھا کہ احباب جماعت کی ڈاک ملاحظہ فرمانے کی تڑپ ہر وقت دل میں موجزن رہتی تھی۔ مستقبل میں جماعت پر پڑنے والی ذمہ داریوں کا خیال ہر وقت دل میں موجود رہتا۔ اس وقت بھی جبکہ بیماری کا حملہ اپنی انتہائی شدت کو پہنچ گیا تھا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے شفایابی کی کامل امید رکھتے تھے پھر طبیعت آہستہ آہستہ بہتر ہونے لگی۔ اس رات جب حضرت صاحب کا وصال ہوا طبیعت بہت بہتر تھی۔ مزاج شگفتہ' چہرہ مسکراتا ہوا مہمانوں کا اور دوسرے خدام کے آرام اور دلجوئی کا خیال فرما رہے تھے۔ شام کا کھانا تناول کرنے کے بعد اپنا آخری تبرک ہمارے کھانے کے لئے ارسال فرمایا اور پھر اچانک وہ وقت ٹوٹ پڑا جس کا پہلے دن سے دھڑکا لگا ہوا تھا خدا کی تقدیر پوری ہوئی اور ہمارے آقا ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔

حضرت صاحب کی سیرت تو ایک کھلی کتاب کی طرح ہے ان چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اس عاجز نے اس پیارے وجود کا ذکر کیا ہے جو قدرت ثانیہ کا تیسرا مظہر بنا اور جس نے ساڑھے سترہ سال (دین حق) کو اپنی تابانیوں سے روشن رکھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے سر ان کے احسانوں کے بوجھ تلے جھکے ہوئے ہیں اور قیامت تک دنیا کے عظیم مفکر اور تاریخ دان ان کی سیرت کے حسین پہلوؤں اور ان کے عظیم احسانات کا تذکرہ کرتے رہیں گے۔

OOO

ایک اچھی بات

انسان کو بہت ضرورت ہے اس بات کی کہ کھائے پیئے پہنے۔ اللہ تعالیٰ متقی کے لئے فرماتا ہے جب متقی بن جائے اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ پس اگر کوئی رزق کا طالب ہے تو اس پر واضح ہو کہ رزق کے حصول کا ذریعہ بھی تقویٰ ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادے سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصہ میں کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں۔ مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت وسکون نہ ہو گا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔ لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے۔ وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جب میرے ساتھ بولتے۔ چلتے کلام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے۔ اور اس پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے۔ تو خدا اس کا کس قدر معاون ومددگار ہو گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر منور احمد

خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر ستارہ امتیاز

ولادت 6۔ اکتوبر 1893ء وفات 28 دسمبر 1980ء

خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر کا شمار برصغیر کے ان مایہ ناز ڈاکٹروں میں ہوتا تھا جنہیں Professional Excellence یعنی ڈاکٹری کے اپنے شعبے میں کمال حاصل تھا۔ وہ اعلیٰ درجہ کی ذہنی صلاحیتوں اور اخلاقی قدروں سے مالامال تھے۔ ان کی وفات کے ساتھ ہی ایک نہایت شاندار اور فیضان پہنچانے والے باب کا اختتام ہو گیا۔

انہوں نے بی ایس سی' ایف سی کالج لاہور سے کرنے کے بعد 1919ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی۔

برصغیر کے مختلف شہروں میں خدمات سرانجام دینے کے بعد 1926ء میں سول ہسپتال دہلی (بھارت) کے انچارج مقرر ہوئے جہاں سے ان کی شہرت کا آغاز ہوا۔ 1930ء میں جب کہ وہ سول ہسپتال دہلی میں ہی تھے کہ ان کی قابلیت اور انسانی ہمدردی کے اوصاف کو دیکھتے ہوئے ان کو خان صاحب کا خطاب دے دیا گیا۔

1930ء سے 1932ء تک وہ لندن میں رہے اور آنکھ' ناک ' کان ' گلا کی بیماریوں میں سپیشلائزیشن کی ڈگریاں حاصل کیں' اس کے بعد ویانا کے مشہور گلے کے ماہر پروفیسر ہیسلنگر کے ساتھ کام کیا۔

1932ء میں جب وہ انگلستان سے واپس آئے تو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں آنکھ' ناک' کان ' گلا کے شعبوں میں اسسٹنٹ پروفیسر نامزد ہوئے۔ (اس وقت آنکھ اور ناک' کان' گلا کا ایک ہی ڈیپارٹمنٹ تھا) ان کی وجہ سے ان دونوں شعبوں میں اتنی ترقی ہوئی کہ حکومت نے 1936ء میں ان کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ 1941 سے 1948ء تک وہ ناک کان گلا کے شعبہ کے انچارج اور پروفیسر بنا دیئے گئے۔

پاکستان بننے کے وقت خان بہادر ڈاکٹر بشیر ان چند ڈاکٹروں میں تھے جو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پروفیسر تھے۔ 1948ء سے 1951ء تک ان کو اعزازی کرنل کا عہدہ دیا گیا تاکہ بحیثیت مشیران کے علم اور پیشہ ورانہ دسترس سے مسلح افواج کو بھی فائدہ پہنچے۔

1951ء میں سر گنگا رام ہسپتال لاہور کے آنکھ' ناک کان گلا کے دونوں شعبے ان کی تحویل میں دے دیئے گئے لیکن کچھ عرصہ کے بعد صرف آنکھ کے شعبہ میں تدریس پر مامور ہوئے جہاں پر 1960ء تک انہوں نے اس کام کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا 1960ء سے 1973ء تک انہوں نے بطور آنکھ' ناک کان گلا کے ماہر کی حیثیت سے پرائیویٹ پریکٹس کی۔

خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر ایک انتہائی ممتاز شخصیت کے مالک تھے' دراز قد سرخ و سفید جگمگاتا چہرہ' نیلگوں آنکھیں' سفید چمکدار بال موقع اور محل کے مطابق نہایت نفیس لباس' جہاں سے گزرتے لوگ ان کو دیکھنے کے لئے رک جاتے' ان کی شخصیت میں بلا کی کشش اور رعب تھا۔

1961ء میں فیلڈ مارشل ایوب خاں نے ان کی میڈیکل پروفیشن میں نمایاں خدمات کو سراہتے ہوئے ستارہ امتیاز کے اعزاز سے نوازا۔

ڈاکٹر محمد بشیر' پاکستان میں خاص کر لاہور کی سوسائٹی میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ 1946ء میں وہ برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی پنجاب برانچ کے پریذیڈنٹ اور 1958ء میں روٹری انٹرنیشنل کلب لاہور چیپٹر کے پریذیڈنٹ چنے گئے۔ اپنے میڈیکل کیرئیر کے دوران وہ برصغیر کی مختلف یونیورسٹیوں میں بطور ممتحن رہے جن میں آگرہ' دہلی' لکھنؤ' پٹنہ اور عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن شامل تھیں۔ پاکستان بننے کے بعد سندھ' ڈھاکہ اور پنجاب یونیورسٹی کے ممتحن رہے۔ انہوں نے اپنا پیشہ ورانہ عروج اور بین الاقوامی شہرت بہت محنت شاقہ اور فرض شناسی سے حاصل کی تھی۔

اپنے شعبہ یعنی آنکھ' ناک' کان 'گلا کی بیماریوں کے علاج میں نت نئی دریافتوں سے وہ کماحقہ اپنے مریضوں کو مستفید کرتے تھے۔ 1943ء میں جب کہ پنسلین نئی نئی ایجاد ہوئی تھی انہوں نے دماغ کے Abscess کا ایک بہت کامیاب اپریشن کان کی ہڈی کے ذریعے سے کیا اور اس علاج میں پنسلین بھی استعمال میں لائے جو کہ ابھی تجرباتی سطح پر ہی تھی اس علاج اور ان کی تکنیک کا بہت چرچا ہوا اور تمام دنیا سے ان کو تہنیتی پیغام وصول ہوئے۔

ان کو عقیدت کی حد تک ریسرچ سے لگاؤ تھا اور وہ میڈیکل اور سرجیکل کے میدانوں میں نئی دریافتوں کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی پیشہ ورانہ استعداد کو نسل انسانی کی خدمت کے لئے وقف کیا ہوا تھا چنانچہ یہی وہ وصف تھا جس کے نتیجے میں ہر طبقہ کی طرف سے ان کو عزت اور محبت ملی۔ ان کے مریض شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے بھی تھے اور مزدور پیشہ بھی لیکن انہوں نے ان میں کبھی کوئی فرق نہ کیا۔

ڈاکٹر محمد بشیر کی میڈیکل کی تعلیم و تربیت لندن کی بہترین درسگاہوں میں ہوئی تھی اور اس وقت کے انہی مضمونوں کے ماہر اساتذہ اور مستند محقق ان کے حلقہ احباب میں شامل تھے۔

ان کا پیشہ ورانہ وقار اور تدریس میں ایک واضح اسلوب' انتظامی قابلیت اور سرجری میں باریک بینی اور پھر ان کی طبیعت میں بے غرضی اور انسانی ہمدردی' ان تمام خصوصیات کی وجہ سے ان کے طالب علم جو کہ دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں' ان کے ہم عصر ڈاکٹر اور وہ افراد بھی جن کے ساتھ ان کا کبھی کسی بین الاقوامی کانفرنس میں ربط ہوا اپنے دل میں ان کے لئے بے پناہ عزت رکھتے تھے۔

پروفیسر مسعود احمد سرجن اپنے والد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"میرے والد خان بہادر ڈاکٹر بشیر حقیقتاً ان لوگوں میں سے تھے جو برسوں میں ایک بار پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی شفا رکھی تھی اور انہوں نے اپنی ساری زندگی میں ڈاکٹری کے اعلیٰ معیار' وقت کی پابندی اور انسانی ہمدردی کو قائم رکھا۔

80 سال کی عمر میں انہوں نے آنکھ کا آخری اپریشن کیا۔ اس عمر میں بھی اور اس وقت بھی ان کے ہاتھ میں توازن تھا۔ اور کسی قسم کی کوئی کمزوری نہ تھی۔

میرے والد صاحب اور ان کے تمام بھائیوں نے نہایت دیانت داری سے زندگی گزاری' مستحق لوگوں کی امداد بھی کی اور اپنے گھروں میں بھی سلیقہ کے ساتھ پیسہ خرچ کیا۔ اندرون ملک اور بیرون ملک بہت سے سفر کئے ہوئے تھے اس لئے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔

وہ نہایت زیرک نظر رکھتے تھے جو کہ ہر اعلیٰ چیز کو قدر کے ساتھ پہچان لیتی تھی۔ چاہے اپنی کلینک کے لئے جدید ساز و سامان ہو یا گھر کے لئے فرنیچر یا دوسرا آرائش کا سامان۔ اپنے سٹوڈنٹس کو مشکل سے مشکل ڈاکٹری کا علم اس طرح ذہن نشین کروا دیتے کہ آج تک وہ ان کے قصیدے گاتے ہیں۔ اپنے اعلیٰ اخلاق' اعلیٰ رہائش اور میل جول کے باوجود تکبر سے یکسر مبرا تھے۔ ہر مذہب و ملت اور حسب و نسب کے لوگ آپ کے مریض تھے اور نہایت گرویدہ تھے۔

تقسیم ہند سے پہلے ابھی پاکستان بننے کا تصور صرف ذہنوں میں ہی تھا اور اس سلسلے میں قائد اعظم محمد علی جناح ملک کے مختلف حصوں میں دورے کر رہے تھے۔ لاہور میں ایک ایسی ہی تقریب کے سلسلے میں نواب ذوالفقار علی خاں ممدوٹ نے اپنے ولا واقع حبیب اللہ روڈ پر قائد اعظم کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا اور شہر کے چیدہ چیدہ زعما کو بھی مدعو کیا۔ کھانے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے قائد اعظم سے سوال کیا کہ "جناب مسلمانوں کی حالت تو انتہائی ناگفتہ بہ ہے' تعلیم کی شدید کمی ہے' مسلمان نہ سیاست میں ہیں نہ حکومتی اداروں میں' ساری معاشیات پر ہندو چھائے ہوئے ہیں ایسے مشکل اور برے حالات کو بہتر بنانا ناممکن لگتا ہے"

قائد اعظم ڈاکٹر صاحب کو پہچانتے تھے انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے خوش طبعی سے فرمایا کہ "ڈاکٹر صاحب اگر مریض بہت بیمار ہو تو کیا آپ اس کا علاج کرنے کی کوشش نہیں کریں گے"

If a patient is very ill,wouldnt you like to treat him

سر شنکر لال نے جو کہ دہلی کلاتھ ملز' اوشا سلائی مشین' دہلی کیمیکلز' دورالہ شوگر ملز' بنگال پوٹری' اور ستلج کاٹن ملز کے مالک تھے ایک انٹرویو میں جب کہ اخبار نویس ان کی صحت کے متعلق مختلف سوال کر رہے تھے کہا کہ

"There is only one person in whole of India who is allowed to touch my nose and he is Dr.Bashir

کنور مہندر سنگھ بیدی کے بھائی کنور لاجندر سنگھ بیدی کو کان میں تکلیف ہو گئی اور کان کی پیپ دماغ کے ایک حصہ میں پھیل گئی اور وہ نیم بے ہوش ہو گئے۔ دہلی سے وہ لوگ علاج کی غرض سے لاہور آئے اس دن ڈاکٹر صاحب کو خود بخار تھا۔ اور وہ گھر آرام کر رہے تھے۔ اپنے دوست کے بھائی کو اتنی تکلیف میں دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیماری کے باوجود اس کے آپریشن کے لئے میو ہسپتال کا آپریشن تھیٹر کھلوایا اور خود چار گھنٹے کھڑے ہو کر بڑا کامیاب اپریشن کیا یہی وہ اپریشن تھا جس میں پہلی دفعہ پنسلین استعمال کی گئی جو کہ ابھی تجرباتی سطح پر ہی تھی۔

اس اپریشن کی کامیابی اور اپنے بھائی کو نئی زندگی ملنے پر کنور مہندر سنگھ بیدی نے 3 ہزار روپے کا نذرانہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ (اس وقت ایک درمیانے سائز کی نئی کار کی قیمت 2800 روپے تھی)

ڈاکٹر صاحب کے مریض معاشرے کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں والیان ریاست' سیاستدان اور ارباب اقتدار تھے۔ مہاراجہ کپور تھلہ' نواب صاحب آف بہاولپور والئی سوات' مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی پوتی اور ان کے دوسرے رشتہ دار ڈاکٹر صاحب کو اپنی ریاستوں میں علاج کی غرض سے اکثر بلایا کرتے تھے۔ سر شفاعت احمد' الہ آباد یونیورسٹی کے پروفیسر اور مشہور سیاسی شخصیت اور سر عبدالرشید' پاکستان کی سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس جنہوں نے پاکستان بننے پر قائد اعظم سے حلف لیا' ڈاکٹر صاحب کے خاص مریضوں میں تھے۔ جس طرح امراء و وزراء ڈاکٹر صاحب کے مریض تھے اسی طرح فنکار اور تخلیق کار بھی ان کے مریض تھے کندن لال سہگل ڈاکٹر صاحب کا بہت مداح تھا اور ہمیشہ اپنے گلے کا علاج ڈاکٹر صاحب سے ہی کرواتا اور اگر کبھی لاہور میں اس کا فنکشن ہوتا تو ڈاکٹر صاحب کو خود مدعو کرنے آتا۔ اسی طرح مشہور ستار نواز پنڈت روی شنکر اور ملکہ ترنم نور جہاں بھی ڈاکٹر صاحب کے بہت گرویدہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب بھی انہیں اپنے گھر کے افراد کی طرح سمجھتے اور ویسا ہی برتاؤ کرتے۔

لاہور ہائی کورٹ کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں اس کے وسیع باغ میں ایک پر رونق تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ فیلڈ مارشل ایوب خاں صدارت کے لئے آئے۔ مروجہ طریقہ کے مطابق جج صاحبان کی معیت میں وہ ایک جلوس کی صورت میں صدارتی چبوترہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ان کی نظر سامعین میں ڈاکٹر صاحب پر پڑی۔ وہیں جلوس کو نظرانداز کر کے فوراً ڈاکٹر صاحب کی طرف بڑھے حال احوال پوچھا۔ اس سارے وقت میں جج صاحبان کا جلوس چپ چاپ کھڑا رہا جب تک کہ ایوب خاں پھر سے واپس اپنی پوزیشن میں نہ آ گئے۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیوان سنگھ مفتون (ہفت روزہ لاہور 12- اپریل 1997ء)

کیریکٹر کا دشمن پر بھی اثر ہوتا ہے

برصغیر کے معروف ہفت نامہ "ریاست" کے بانی مدیر سردار دیوان سنگھ مفتون اپنی تالیف "ناقابل فراموش" میں تحریر فرماتے ہیں "مجھے ٹھیک تو یاد نہیں مگر 1930ء کا واقعہ ہے دفتر ریاست اجمیری دروازہ کے باہر ایک بلڈنگ میں تھا۔ صبح دس بجے کے قریب میرے وطن کے ایک بزرگ تشریف لائے۔ جو رائے بہادر ہیں میری برادری میں سے ہیں۔ اس زمانہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سی آئی ڈی میں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے اور اب ریٹائر ہو چکے ہیں جب کمرے میں پہنچے تو ان کو ڈرائینگ روم میں لے آیا اور کہا فرمایئے۔ ان رائے بہادر اور راقم التحریر کے درمیان جو بات چیت ہوئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے رائے بہادر نے کہا۔

مہاراجہ بھرت پور آپ کے دوست ہیں اور آپ ان سے ملتے جلتے رہتے ہیں۔ مہاراجہ نے اس تمام خط و کتابت کو چھاپ دیا اور شائع کر دیا ہے جو مہاراجہ اور پولٹیکل ایجنٹ کے درمیان ہوتی رہی۔ اب مہاراجہ نے پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے کلرکوں کو رشوت دے کر اس تمام خط و کتابت کی نقلیں حاصل کر لی ہیں جو کانفیڈنشل طور پر گورنر جنرل راجپوتانہ اور پولٹیکل سیکرٹری گورنمنٹ ہند کے درمیان مہاراجہ کے متعلق ہوتی رہی۔ اور مہاراجہ اس کو بھی کسی پریس میں چھپوا رہے ہیں۔ گورنمنٹ اس کے متعلق بہت متفکر ہے۔ کیونکہ یہ کارسپانڈنٹ کانفیڈنشل تھی۔ آپ کے ذرائع بہت وسیع ہیں اور پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ کے کلرکوں سے آپ بھی اطلاعیں حاصل کرتے رہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک تو یہ پتہ لیجئے کہ مہاراجہ نے یہ نقلیں کس کس کلرک کے ذریعہ حاصل کیں تاکہ ان پر آفیشل سیکرٹ ایکٹ کا مقدمہ چلایا جائے اور دوسرے یہ پتہ لیجئے کہ مہاراجہ یہ کتاب کس پریس میں چھپوا رہے ہیں تاکہ ہم چھاپہ مار کر کتاب شائع ہونے سے پہلے ہی ضبط کر لیں میں اس مقصد کے لئے شملہ سے آیا ہوں۔

یہ کہتے ہوئے رائے بہادر نے اپنی جیب سے کرنسی نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور کہا یہ روپیہ آپ کے اخراجات کے لئے ہے کیونکہ شائد کچھ لوگوں کو روپیہ دینا پڑے اور شاید آپ کو کہیں آنے جانے کی ضرورت ہو میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ روپیہ کتنا تھا۔ پانچ ہزار، سات ہزار یا دس ہزار کہ گڈی نصف اور ایک انچ کے درمیان موٹائی میں تھی میں نے رائے بہادر سے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کا "پیڈ انفارمر" ہوں اور آپ مجھے اس قدر ذلیل اور کمینہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے روپیہ لے کر مہاراجہ بھرتپور اور دوسرے دوستوں کے ساتھ غداری کروں گا اور آپ کی "سی آئی ڈی" کی مخبری کی خدمات انجام دوں گا۔ رائے بہادر نے نوٹوں کی وہ گڈی میرے کوٹ، مجھے اچھی طرح یاد ہے اس زمانے میں میں نے کھدر کے سوٹ سلوائے تھے اور وہ کھدر کا تھا۔ میں ڈالنے کی کوشش کی اور کہا تم بیوقوف ہو، گورنمنٹ کافی روپیہ لیڈروں اور اخبارات کو دیتی ہے اس میں کہ کوئی حرج نہیں میں نے رائے بہادر کو جواب دیا "اگر لیڈر اس قدر کمینہ ہوں تو ہوں میں اس قدر کمینہ نہیں"

رائے بہادر اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے آپ نے پھر آگے بڑھ کر نوٹوں کی گڈی میری جیب میں ڈالنے کی کوشش کی تو میں پیچھے ہٹ گیا اور پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے میں نے نیم غصے اور نیم سنجیدگی کی حالت میں رائے بہادر سے کہا۔

"رائے صاحب! آپ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ مگر میں سمجھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ اگر کوئی شخص اخبار نکالتے ہوئے گورنمنٹ سے روپیہ لے کر مخبری کرتا ہے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ اپنی ماں کو "چاوڑی بازار" میں بٹھا کر اس سے پیشہ کرائے اور روپیہ حاصل کرے"

رائے بہادر میرے یہ الفاظ سن کر سکتے میں آگئے ان کا ہاتھ میری جیب سے معہ نوٹوں کے اپنی جیب میں چلا گیا اور ہم پھر واپس ڈرائنگ روم میں چلے آئے۔

ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر رائے بہادر نے ایک بار پھر کہا تم کوشش کرنا کہ یہ اطلاعیں حاصل ہو سکیں۔

میں نے پھر یہ جواب دیا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ پھر رائے بہادر نے چند منٹ ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں اور چند منٹ کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔

صحیح رپورٹ کے بعد سی آئی ڈی اور پولیس کے چھوٹے اور ادنیٰ لوگ تو اپنی کارروائی دکھانے کے لئے اپنے افسروں کو بہت جھوٹی اور غلط رپورٹیں دیتے ہیں مگر بڑے افسر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اپنے بڑے افسروں کے پاس جھوٹی رپورٹیں نہیں کرتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر جھوٹے ثابت ہو گئے تو ان کے لئے ندامت کا باعث ہو گا۔ رائے بہادر نے وہ تمام بات چیت جو ان کے اور ایڈیٹر ریاست کے درمیان ہوئی تھی من و عن اپنے افسر "سر ڈیوڈ پیٹری" (ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو) جو اس زمانے میں تمام ہندوستان کی سی آئی ڈی کے اعلیٰ افسر اور اپنی دیانتداری اور قابلیت کے باعث (بعد میں پریذیڈنٹ فیڈرل پبلک کمیشن مقرر ہوئے) کو پہنچا دی۔ گرمیوں کا موسم ختم ہوا سردیاں شروع تھیں اور گورنمنٹ آف انڈیا شملہ سے دہلی آرہی تھی۔ ایک روز شام کو ایک بہت لمبے قد کے مضبوط مسلمان سوٹ اور ہیٹ پہنے ہوئے دفتر ریاست میں تشریف لائے۔ میں اوپر ذاتی دفتر کے کمرہ میں کام کر رہا تھا۔ آپ نے چپڑاسی سے پوچھا "دیوان سنگھ کہاں ہے؟" چپڑاسی نے جواب دیا۔ اوپر۔ آپ بے تکلف اوپر میرے ذاتی کمرے میں آگئے میں انہیں ساتھ والے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہی آپ نے بے تکلفی کے انداز سے کہا "ارے بھائی چائے تو منگواؤ" میں نے بجلی کی گھنٹی کا بٹن دبایا چپڑاسی آیا اس سے کہا باورچی کو بھیجو۔ اس زمانے میں میرے پاس گوا کا رہنے والا نوکر کریلو تھا کریلو سے میں نے کہا چائے لے آؤ۔ مگر دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ شاید پہلے کبھی ان سے مل چکا ہوں۔ کس ریاست کے وزیر ہیں؟ ان سے کہاں ملا ہوں؟ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے خود ہی مسکرا کر کہا شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں نے جھجکتے ہوئے کہا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ سے کہاں نیاز حاصل ہوا تھا۔

"آپ نے ذرا زیادہ مسکراتے ہوئے کہا" میں تصدق حسین ڈپٹی ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو ہوں اور آپ کے ہم وطن رائے بہادر کے ساتھ کام کرتا ہوں۔ میں نے کہا بہت مہربانی فرمائی۔ آپ کے نام سے تو واقف تھا۔ رائے بہادر سے بھی ذکر آیا مگر آپ کے نیاز حاصل کرنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ خان بہادر تصدق حسین نے جواب میں فرمایا۔

میرے اور سرپیٹری کے دل میں آپ کے لئے بہت عزت ہے۔ رائے بہادر نے اپنی رپورٹ میں وہ سب کچھ لکھ دیا تھا۔ جو آپ کے ان کے درمیان بات ہوئی ہم لوگ آپ کے کیریکٹر کے بہت مداح ہیں اور اس لئے میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔

یہ افسوسناک واقعہ ہے کہ ہندوستان کے لیڈروں اور اخبار نویسوں میں کثرت ایسے لوگوں کی ہے جن کا کوئی کیریکٹر نہ ہونے کے باعث ہی ہمارے دل میں ان کی عزت نہیں۔ ان تمام حالات کے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر کیریکٹر ہو تو اس کے لئے اس کے دشمنوں کے دل میں بھی عزت ہوتی ہے اور اگر انسان میں کیریکٹر نہ ہو تو اس کے دوست 'احباب' ماں 'باپ' بھائی بہن اور عزیز بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔ چاہے یہ لوگ اپنی اغراض کے لئے منہ پر اس کی تعریف ہی کریں۔

OOO

محمد ثناء اللہ

شیخوپورہ میں "شوق ہم سفر میرا" کی تقریب رونمائی

گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں ایک ادبی تنظیم دریچہ اور انتظامیہ گورنمنٹ کالج شیخوپورہ کے تعاون سے مورخہ 97-4-2 کو مکرم داؤد طاہر کے سفرنامے "شوق ہم سفر میرا" کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت معروف کالم نگار اور شاعر عطاء الحق قاسمی نے کی جبکہ پروفیسر اصغر ندیم سید مہمان خصوصی تھے۔ تقریب کے شرکاء میں شیخوپورہ کی ممتاز ادبی، ادبی، علمی اور سماجی شخصیات کے علاوہ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ اسسٹنٹ کمشنر شیخوپورہ اور پروفیسرز کی بھاری تعداد شامل تھی۔ ارشد نعیم سیکرٹری ادبی تنظیم دریچہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیئے۔ مربی ضلع مکرم محمد سعید اظہر صاحب بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ مقررین میں پروفیسر محمد ثناء اللہ، ڈاکٹر شاہد مسعود ہاشمی، فضل محمود خان، پروفیسر جاوید رضا خان (پرنسپل) پروفیسر غلام رسول آزاد (پرنسپل) شامل تھے۔ پہلے مقرر پروفیسر محمد ثناء اللہ نے کتاب کے فنی محاسن پر گفتگو کی اور کہا کہ مصنف کے اعلیٰ اور پختہ کردار نیز ان کے اپنی تہذیب اور روایات سے لگاؤ نے کتاب کے حسن باطنی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ڈاکٹر شاہد مسعود ہاشمی نے کہا کہ یہ سفرنامہ ہر لحاظ سے ایک مکمل سفرنامہ کہلانے کا مستحق ہے۔ انہوں نے مصنف کی سادگی اور پیکر تراشی کو سراہا۔ پروفیسر رضا خان نے سفرناموں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے اس سفر نامے کو ادبی دنیا میں ایک بہترین اضافہ قرار دیا۔ اور زبان کی سلاست اور روانی کی تعریف کی۔ پروفیسر غلام رسول آزاد نے اپنے خوبصورت اور مزاحیہ مضمون میں کتاب کو یادگار قرار دیا اور کتاب کے حوالے سے اپنے اور یورپ کے کلچر کا موازنہ پیش کیا۔

مہمان خصوصی پروفیسر اصغر ندیم سید نے اپنے مخصوص ادبی انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک سچے پاکستانی کا سفرنامہ ہے اور اس سے مصنف کی متوازن اور متواضع شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ جو کہ ان کی تہذیبی تربیت کی عکاس ہے۔

صدر مجلس جناب عطاء الحق قاسمی نے اپنے مزاحیہ انداز میں اظہار خیال کیا۔ اور اس کتاب کی سادگی کو اس کا حسن قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ ایسا سفرنامہ ہے۔ جو خاموشی سے قاری کو نگر نگر لئے پھرتا ہے۔ نیز آپ نے اس کے معلوماتی پہلوؤں کی تعریف کی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

"متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے لیکن جب وہ صالح ہو جاتا ہے تو کل جنگیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایک ریاء ہی ہے۔ جس سے اسے آٹھوں پہر جنگ ہے متقی ایک ایسے میدان میں ہے جہاں ہر وقت لڑائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ اس کے ساتھ ہو تو اسے فتح ہو جیسے ریاء جس کی چال ایک چیونٹی کی طرح ہے بعض وقت انسان بے سمجھے لیکن موقعہ پر ریاء کو دل میں پیدا ہونے کا موقعہ دے دیتا ہے۔ مثلاً ایک کا چاقو گم ہو جاوے۔ اور وہ دوسرے سے دریافت کرے تو اس موقعہ پر ایک متقی کا جنگ شیطان سے شروع ہو جاتا ہے۔ جو اسے سکھاتا ہے کہ اس طرح دریافت کرنا ایک قسم کی بے عزتی ہے۔ جس سے اس کے افروختہ ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ آپس میں لڑائی بھی ہو جاوے۔ اسی موقعہ پر ایک متقی کو اپنے نفس کی بدخواہش سے جنگ ہے۔ اگر اس شخص میں محض للہ دیانت موجود ہو تو غصہ کرنے کی اس کو ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ دیانت جس قدر مخفی رکھی جائے۔ اسی قدر بہتر ہے۔ مثلاً ایک جوہری کو راستے میں چند چور مل جاویں اور چور آپس میں اس کے متعلق مشورہ کریں بعض اسے دولت مند بتلاویں اور بعض کہیں وہ کنگال ہے۔ اب مقابلتاً یہ جوہری انہیں کو پسند کرے گا جو اسے کنگال ظاہر کریں گے"۔

واقفین نو

○ (حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اپنے خطبہ 89-2-17 میں فرمایا۔

واقفین کی تیاری کے سلسلے میں ان کی بدنی صحت کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔ وہ واقفین جو مختلف عوارض کا شکار رہتے ہیں اگرچہ بعض ان میں سے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر غیر معمولی خدمت بھی سرانجام دے سکتے ہیں لیکن بالعموم صحت مند واقفین بیمار واقفین کے مقابل پر زیادہ خدمت کے اہل ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے بچپن ہی سے ان کی صحت کی بہت احتیاط کے ساتھ نگہداشت ضروری ہے۔ پھر ان کو مختلف کھیلوں میں آگے بڑھانے کی باقاعدہ کوشش کرنی چاہئے۔ ہر شخص کا مزاج کھیلوں کے معاملے میں مختلف ہے۔ پس جس کھیل سے بھی کسی واقف بچے کو رغبت ہو اس کھیل میں حتی المقدور کوشش کے ساتھ ماہرین کے ذریعے اس کو تربیت دلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ ایک ایسا مربی جو کسی کھیل میں مہارت رکھتا ہو محض اس کھیل کی وساطت سے لوگوں پر کافی اثر رسوخ قائم کرلیتا ہے اور نوجوان نسلیں اس کے ساتھ خاص طور پر وابستہ ہو جاتی ہیں۔ پس ہم تربیت کا کوئی بھی راستہ اختیار کریں۔ کیونکہ ہماری نیتیں خالص ہیں۔ اس لئے وہ رستہ خدا ہی کی طرف جائے گا۔

○ بچوں کو تو ہم سنبھال لیں گے ہم ان کو کسی جامعہ میں داخل کریں گے کسی خاص ملک میں ان کا تعین ہو گا تو اس کا زبان کا ان کو ماہر بنانے کی کوشش کی جائے گی لیکن بچیوں پر ہمارا ایسا اختیار نہیں ہو سکتا نہ مناسب ہے نہ (دین حق) اس کی اجازت دیتا ہے کہ اس طرح بچپن میں ان الگ کرکے پوری طرح جماعتی نظام کے تابع کیا جائے اس لئے والدین کا دخل بچیوں پر لازماً جاری رہے گا یا بعد میں ان کے خاوندوں کا اس لئے اگر وہ زبانیں سیکھ لیں تو گھر بیٹھے بڑی آرام سے خدمت کر سکتی ہیں اور جب زبانیں سیکھیں تو جس وقت ان کے اندر صلاحیت پیدا ہو ان کو پھر ان زبانوں میں ٹائپ کرنا بھی سکھایا جائے۔ اور ان زبانوں کا لٹریچر ان کو پڑھایا جائے یہ نہ سمجھیں کہ زبان بولنا چالنا کافی ہوتا ہے یا لکھنے پڑھنے کا سلیقہ آ جائے تو یہ کافی ہے لٹریچر جتنا زیادہ پڑھا جائے اتنا ہی زیادہ زبان میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے پھر کثرت کے ساتھ ان کو رشین کلاسیکل ناول پڑھانے پڑیں گے۔ رشین کلاسیکل مضامین' کلاسیکل شعراء' ماڈرن شعرا' اور یہی حال چینی زبان میں بھی ہو گا تاکہ بچپن سے ہی ان کا علمی ذخیرہ اتنا وسیع ہو جائے کہ بڑی سہولت کے ساتھ' ایک فطری رو کے ساتھ از خود علمی کاموں میں آگے بڑھتے چلے جائیں میں امید رکھتا ہوں کہ واقفین زندگی اس پیغام کو اچھی طرح ذہن نشین کریں گے۔

○ بہت بچپن سے اگر زبان سکھائی جائے تو وہ اتنے گہرے نقش دماغ پر قائم کردیتی ہے کہ اس کے بعد بچے اہل زبان کی طرح بول سکتے ہیں۔ اور بڑی عمر میں سیکھی ہوئی زبان خواہ آپ کتنی محنت کریں وہ اہل زبان جیسی زبان نہیں بنتی' طوعی اور فطری طور پر جو ذہن سوچتا ہے وہ بچپن سے اگر سیکھی ہوئی زبان ہے تو وہ سوچ اس کی بے ساختہ ہوتی ہے۔ قدرتی اور طوعی ہوتی ہے لیکن اگر بعد میں زبان سیکھی جائے تو سوچ پہ کچھ نہ کچھ قدغن رہتی ہے کچھ نہ کچھ پابندیاں رہتی ہیں۔ اور پھونک پھونک کر قدم آگے بڑھانا پڑتا ہے بعض لوگ نسبتاً تیز بھی بڑھاتے ہیں بعض آہستہ مگر جو طبعی فطرتی روانی ہے وہ پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے اہل زبان بنانے کے لئے بہت بچپن سے زبان سیکھانی پڑتی ہے۔ اگر پنگھوڑوں میں زبان سکھائی جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے' بلکہ سب سے اچھا ہے۔ ایسی اگر دائی مل جائے نرس مل جائے' اور جو توفیق رکھ سکتے ہیں نرسوں کے رکھنے کی وہ رکھیں۔ جو چینی نرس ہو تو بچوں کو بچپن سے گود میں کھلاتے کھلاتے ہی چینی زبان سکھا سکتی ہے۔ روسی زبان جاننے والی اہل زبان کوئی عورت مل جائے تو بچے اس کے سپرد کئے جا سکتے ہیں۔ یہ تو باتیں حسب توفیق ہوں گی مگر جن کو توفیق ہے ان کو چاہئے کہ وہ بہت بچپن سے اپنے بچوں کو چینی اور روسی زبان سکھانے کی کوشش کریں۔

○ اس کے لئے ہمیں زبان دانوں کی ضرورت ہے ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں' بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں' ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں' اس لئے جتنے بھی ہوں کم ہوں گے۔ یعنی ایک ارب کے لگ بھگ یا اس سے زائد اب چین کی آبادی ہے اور روس اور روسی زبان جاننے والوں کی آبادی بھی بہت وسیع ہے۔ مجھے اس وقت پوری طرح یاد تو نہیں لیکن پچاس کروڑ سے زائد ہوں گے جو روسی زبان جاننے والے لوگ ہیں بولنے والے' اس لئے اگر سارے واقفین بھی یہ زبان سیکھ لیں تو وہ کوئی زیادہ نہیں ہو گا مردوں کو بھی سکھائیں بچوں کو بھی سکھائیں لیکن بیٹیوں کو خصوصیت سے کیونکہ علمی کام میں ہمیں واقفین بیٹیاں بہت کام آ سکتی ہیں۔ انہوں نے میدان میں بھی جانا ہو گا لیکن وہ تصانیف کریں گی وہ گھر بیٹھے ہر قسم کی خدمت کے کام اس طرح کر سکتی ہیں کہ اپنے خاوندوں سے ان کو لگ نہ ہونا پڑے اس لئے ان کو ایسے کام سکھانے کی خصوصیت سے ضرورت ہے۔

○ اسی طرح میں نے زبانوں کا کہا تھا اور جن زبانوں کی ہمیں ضرورت پڑنے والی ہے اس میں روسی اور چینی دو زبانیں خصوصیت کے ساتھ اہمیت رکھتی ہیں جماعت احمدیہ میں جن زبانوں میں کمی ہے ان میں ایک سپینش ہے مثلاً اس کی طرف توجہ شروع کر دی گئی ہے خدا کے فضل سے فرانسیسی میں ہمارے بہت سے فرنچ سپیکنگ افریقن ممالک ہیں جہاں کثرت سے اچھی فرانسیسی بولنے والے مہیا ہو سکے ہیں اور ہو رہے ہیں خدا کے فضل سے لیکن چینی زبان میں اور روسی زبان میں ہم بہت کمی محسوس کرتے ہیں اسی طرح اٹالین میں بھی کمی ہے مگر سب سے بڑی ضرورت اس وقت اور عظیم ضرورت چینی اور روسی زبان جاننے والے احمدیوں کی ہے اس لئے جہاں نوجوان جن کو یہ سہولت حاصل ہو تعلیمی اداروں میں اس طرف توجہ کرسکیں ان کو بھی میری یہی نصیحت ہے کہ وہ توجہ کریں لیکن یہ جو نئے پیدا ہونے والے بچے ہیں ایسے ملکوں میں جہاں چینی اور روسی زبان سکھانے کی سہولتیں موجود ہیں ان کو بچپن سے ان کو سکھانا چاہئے اور ان کی ایمبیسی سے رابطہ کرکے اگر کچھ کیسٹس وغیرہ مہیا کی جا سکیں' ویڈیوز مہیا کی جا سکیں' بچوں کے چھوٹے چھوٹے رسالے کہانیوں کی کتابیں وغیرہ یہ مہیا کی جائیں۔

○ جہاں تک بچیوں کی تعلیم کا تعلق ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ تعلیم دینے کی تعلیم دلانا یعنی ایجوکیشن کی انسٹرکشن جسے (Bachelor Degree in Education) غالباً کہا جاتا ہے یا جو بھی اس کا نام ہے مطلب یہ ہے کہ ان کو استانیاں بننے کی ٹریننگ دلوانا خواہ ان کو استانی بنانا ہو یا نہ بنانا ہو ان کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ اسی طرح لیڈی ڈاکٹرز کی جماعت کو خدمت کے میدان میں بہت ضرورت ہے پھر کمپیوٹر سپیشلسٹ کی ضرورت ہے اور ٹائپسٹ کی ضرورت ہے اور یہ سارے کام عورتیں مردوں کے ملے جلے بغیر' سوائے ڈاکٹری کے' باقی سارے کام عمدگی سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ پھر زبانوں کا ماہر بھی ان کو بنایا جائے یعنی لٹریری (Literary) نقطہ نگاہ سے' ادبی نقطہ نگاہ سے ان کو زبانوں کا چوٹی کا ماہر بنانا چاہئے تاکہ یہ جماعت کی تصنیفی خدمات کر سکیں۔

○ جن واقفین کی پیش کش کرنے والوں کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں ان کو کیا سکھائیں؟ بیٹیوں کے لئے وہ سہولت نہیں جو بیٹوں کے لئے ہو سکتی ہے کہ میدان میں جہاں مرضی ان کو پھینک دو ان کے اپنے کچھ حفاظت کے تقاضے ہیں کچھ ان کے اپنے نوعی تقاضے ہیں جن کے پیش نظر ہم ان سے اسی طرح کام نہیں لے سکتے جس طرح ہر واقف زندگی مرد سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو میں نے یہ کہا تھا کہ ایسی بچیوں کو تعلیم کے میدان میں آگے لائیں۔ علمی کام سکھائیں اور علم تو بڑھانا ہی ہے لیکن علم سکھانے کا نظام جو ہے جس کو بی ایڈ یا ایم ایڈ کہا جاتا ہے ایسی ڈگریاں جن میں تعلیم دینے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے ان میں ان کو داخل کریں۔ آئندہ بڑے ہو کر۔ لیکن ابھی ان کی تربیت اس میں رنگ میں شروع کریں پھر ڈاکٹروں کی ضرورت ہے خواتین ڈاکٹروں کو خدا تعالیٰ اگر توفیق دے تو وہ بہت بڑی خدمت کر سکتی ہیں اور بہت گہرا اثر چھوڑ سکتی ہیں اور اس رستے سے پھر وہ (دین حق) کا پیغام دینے میں بھی دوسروں پر فوقیت رکھتی ہیں۔ اس لئے احمدی خواتین کو ڈاکٹر بن کر اپنی زندگیاں پیش کرنی چاہئیں یا ان بچوں کو ڈاکٹر بنایا جائے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو میں پیدا ہوئی ہیں۔

احمدیہ ٹیلی ویژن
انٹرنیشنل کے پروگرام
پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 23-اپریل 1997ء

12-00 رات- اردو کلاس-
1-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
2-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- (22-4-97)-
3-00 فرنچ زبان سیکھئے-
3-30 حکایات شیریں-
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
4-05 تلاوت- حدیث- خبریں-
4-30 چلڈرنز کارنر-
5-00 لقاء مع العرب
6-00 طبی معاملات- ڈائریا مہمان- ڈاکٹر عبدالباری- چائلڈ سپیشلسٹ- میزبان- ڈاکٹر سلطان- اے- مبشر-
7-00 صبح- اردو کلاس-
8-00 فرنچ زبان سیکھئے-
9-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع 97-4-22
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
10-05 تلاوت- حدیث- خبریں-
10-30 چلڈرنز کارنر-
11-00 روسی پروگرام-
12-00 دوپہر اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
12-55 لقاء مع العرب-
1-55 اردو کلاس
2-55 بنگالی پروگرام- حضرت صاحب کے خطبہ کا بنگالی ترجمہ-
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
4-05 تلاوت- حدیث- خبریں-
4-30 عربی زبان سیکھئے-
5-00 افریقن پروگرام-
6-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (97-4-23)-
7-15 سیرۃ رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ- (حضرت ذوالفقار علی گوہر صاحب)
8-00 رات لقاء مع العرب-
9-00 فرنچ پروگرام-
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
10-05 تلاوت- حدیث- خبریں-
10-30 چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
11-00 جرمن پروگرام-

تمہارے دل میں لوگوں کا پیار- محبت- اخلاص ہونا چاہئے- اور ان کے لئے اپنے اندر قربانی کے جذبات ہونے چاہئیں- اس کو دیکھ کر لوگوں میں تمہاری باتیں سننے سمجھنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا خیال ہوگا-
(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

بقیہ صفحہ 4

اسی طرح ذوالفقار علی بھٹو جب پاکستان کے صدر تھے' میڈیکل ایجوکیشن پر ایک سیمینار کے سلسلے میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں آئے۔ کالج کے ہال میں بھٹو نے جب ڈاکٹر صاحب کو ہال کے ایک طرف کرسی پر تشریف فرما دیکھا تو خود ان کے پاس چل کر گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی تو بھٹو نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ بیٹھے رہیں۔ میں تو اتنے Distinguished آدمی کی خیریت پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

1953ء میں جنرل اعظم خاں لاہور کے جنرل آفیسر کمانڈنگ تھے۔ جب احمدیوں کے خلاف دولتانہ کی چلائی ہوئی تحریک شدت اختیار کر گئی تو لاہور میں خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی واقع ڈیوس روڈ پر ان کے بہت سے رشتہ دار اور عزیز جو کہ شہر کے گنجان علاقوں میں رہائش پذیر تھے' پناہ لینے کے لئے پہنچ گئے۔ جنرل اعظم خاں کا ایک دن فون آیا کہ انٹیلیجنس کی رپورٹ کے مطابق مخالفین نے آپ کی کوٹھی پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ براہ مہربانی میرے گھر تشریف لے آئیں یا کسی اور۔ محفوظ مقام پر چلے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب کو اس بات پر بہت کوفت ہوئی اور غصہ سے انہوں نے جنرل اعظم کو جواب دیا کہ "میں اپنا گھر چھوڑ کر قطعاً کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ تم GOC لاہور ہو۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ لاہور میں جن لوگوں کو اس غیر قانونی تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ان کی حفاظت کرو۔ اگر تم ہماری حفاظت نہیں کر سکتے تو خدا کے فضل سے میں خود اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں۔

اور ٹیلی فون بند کر دیا۔

چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کا ڈاکٹر صاحب سے تعلق بہت عزت و تکریم والا تھا۔ چوہدری صاحب نے ایک دفعہ کہا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب دنیا میں وہ واحد شخص ہیں جن کی شخصیت کا مجھ پر رعب ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی' حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور افراد خاندان حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کا تعلق حد درجہ احترام والا تھا۔ یہ سب بھی ڈاکٹر صاحب کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب اکثر دھیمی آواز میں آہستہ بولتے اور بہت کم بات کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت امام جماعت الثانی ڈاکٹر صاحب کی کلینک تشریف لائے تو اپنی تکالیف بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب اب نظر کافی کمزور ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ "عمر کا تقاضا ہے"

حضرت امام جماعت الثانی نے مزید کہا کہ ڈاکٹر صاحب شنوائی بھی بہت کم ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ "عمر کا تقاضا ہے"

حضرت امام جماعت الثانی نے پھر کہا کہ ڈاکٹر صاحب چکر بھی آجاتے ہیں اور یادداشت پر بھی بہت اثر لگتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے پھر کہا کہ "عمر کا تقاضا ہے"

حضرت صاحب خوب ہنسے اور کہنے لگے "واہ ڈاکٹر صاحب آپ نے تو یک پیری و صد عیب والی بات کر دی ہے"

خاندان کے لڑکوں کی پڑھائی میں گہری دلچسپی لیتے اور ان کی صحت' ان کے مشغلوں' ان کی تعلیم اور ان کے مستقبل کا بہت خیال رکھتے۔

اگر کسی بھتیجے کا رزلٹ حسب منشا نہ آتا تو بہت ناراضگی کا اظہار کرتے۔ اس سے ان لڑکوں کو اپنا رزلٹ بہتر بنانے کے لئے خوب کوشش کرنا پڑتی۔

خاندان کی خدمت کرنے اور نہایت سمجھ داری اور احسن طریقے سے گھر چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی کا ساتھی بھی ان کی اہلیہ مکرمہ خورشید بیگم کی صورت میں دیا جو کہ نہایت پر خلوص' یکسر خود بتانش سے عاری اور غریب رشتہ داروں کی بے لوث خدمت اور ان کے مقام کے مطابق عزت کرنے والی تھیں انہوں نے حافظ شیرازی کے قول "گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی" میں عملی روح پھونک دی تھی۔ ہر ایک کو خندہ پیشانی سے ملنا اور بشاشت سے ان کی مدد کرنا ان کی شخصیت کا حصہ تھا۔

اولاد

1۔ ڈاکٹر مسعود احمد پروفیسر آف سرجری (ریٹائرڈ)

میو ہسپتال و کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

2۔ رشید احمد لندن

3۔ ڈاکٹر سجاد احمد ماہر امراض آنکھ' کان' گلا ناک

4۔ ثریا بشیر بیگم ڈاکٹر محمد اقبال

OOO

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

O مکرم محمد مظہر الحق صاحب آف (میامی) امریکہ کے دل کا بائی پاس اپریشن ہو گیا ہے۔ احباب کرام سے اپریشن کی کامیابی اور ان کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

O مورخہ 97-3-3 کو مردان میں ایک مخلص کارکن مکرم عبدالغفار صاحب ولد مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل وفات پا گئے ہیں موصوف بڑے عرصے سے بیمار تھے۔ ایک حادثے میں ایک پاؤں سے بھی معذور ہوئے تھے بہت ہی نیک اور صابر انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

اعلان داخلہ بی ایڈ سیشن 1997-98 گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے مردانہ لاہور

O صوبہ پنجاب کے سکونتی مرد امیدوار کالج کے پراسپکٹس کی شرائط کے مطابق اپنی درخواستیں 97-4-29 مقررہ فارم پر جمع کروا سکتے ہیں۔

پراسپکٹس کالج آفس سے بعوض۔/50 روپے دستی -/70 روپے بصورت منی آرڈرز بنام پرنسپل بذریعہ ڈاک حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

اعلان داخلہ

O حکومت پاکستان مین پاور اینڈ اوورسیز پاکستانیز ونگ نیشنل ٹریننگ بیورو۔ نیشنل ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ H-9 39 اسلام آباد۔ فون نمبر 859997 نے اسلامک انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی ڈھاکہ' بنگلہ دیش میں تعلیمی سال 1997-98 کے لئے سٹڈی کے درج ذیل شعبوں میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

1۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں ماسٹر آف سائنس۔ 2۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ۔ 3۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں بیچلر آف سائنس۔ 4۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں ڈپلومہ۔ 5۔ ووکیشنل ایجوکیشن میں ڈپلومہ۔ 6۔ میکینکل انجینئرنگ میں ہائر ڈپلومہ (Integrated)۔ 7۔ الیکٹریکل اینڈ الیکٹرانک انجینئرنگ میں بیچلر آف سائنس۔ 8۔ میکینکل انجینئرنگ میں بیچلر آف سائنس (سیلف سپانسرڈ) 9۔ الیکٹریکل انجینئرنگ میں ہائر ڈپلومہ (Integrated)۔ 10۔ الیکٹرانک انجینئرنگ میں ہائر ڈپلومہ (Integrated)۔ 11۔ انجینئرنگ ٹریڈ سرٹیفکیٹ۔ داخلہ جمع کروانے کی آخری تاریخ 14۔ جون 1997ء مقرر ہے۔

شرائط داخلہ۔ درخواست فارم اور دیگر متعلقہ معلومات دفتر سے یا ڈپٹی ڈائریکٹر کو اپنا پتہ لکھا ہوا لفافہ ساڑھے چار انچ x سوا دس انچ جس پر 4 روپے کے ڈاک ٹکٹ لگے ہوں ارسال کر کے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

قابلیت کورس نمبر 6 تا نمبر 10 ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) کم از کم 50 فیصد نمبر اور کورس نمبر 11 کے لئے سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ ہونا ضروری ہے۔

(نظارت تعلیم)

مجاہدین تحریک جدید زندہ جاوید ہیں

O تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین کے قربانی کو قیامت تک زندہ رکھنے کے بارہ میں ہمارے محبوب امام نے 8۔ نومبر 96ء کے خطبہ میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ "آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دفتر اول کے 62 سال پورے ہوئے اور 63 ویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ یعنی دفتر اول 62 سال پہلے تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا اور آج بھی دفتر اول میں شامل لوگ زندہ موجود ہیں اللہ کے فضل سے میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ اور بہت سے ہیں اور دفتر اول ابھی تک جاری ہے اور جو فوت ہو گئے ہیں ان کی طرف سے جو زندہ ہیں انہوں نے ان کے کھاتوں کو زندہ کر دیا اس لئے اس پہلو سے یہ دفتر کبھی نہیں مرے گا ہمیشہ زندہ رہے گا اس کا تریسٹھواں سال شروع ہے"۔

جن احباب جماعت کے بزرگ دفتر اول کے مجاہد تھے اور انہوں نے تاحال ان بزرگوں کے کھاتے بحال نہیں کروائے وہ جلد دفتر وکالت مال اول تحریک جدید سے رابطہ قائم فرما کر اپنے (وفات یافتہ) بزرگوں کے کھاتے بحال کروائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

بقیہ صفحہ 1

پڑھا۔ اور رشتہ کی کامیابی کے لئے دعا کروائی رخصتی 8۔ اگست 96ء کو ہوئی۔

اسی طرح عزیزہ ثمرہ احمد ملک صاحبہ بنت مکرم رشید احمد صاحب ملک کا نکاح مکرم حماد احمد ملک صاحب ابن مکرم مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ کے ساتھ محترم مولانا دوست محمد شاہد نے -/30000 ہزار ڈالر (امریکن) حق مہر پر 17۔ مارچ 97ء کو انصار اللہ لان ربوہ میں پڑھا۔ اور دعا کروائی۔ رخصتی اسی دن عمل میں آئی۔

دونوں بچے عم زاد ہیں اور حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب آف بھینی شرقپور رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پڑپوتے ہیں احباب کرام سے ان دونوں رشتوں کے لئے بابرکت ہونے کے درخواست دعا ہے۔

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں
زرعی و سکنی مکانات و پلاٹس وغیرہ کی
خرید و فروخت کیلئے رجوع کریں
برادرز اسٹیٹ ایجنسی
8۔ بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 22 - اپریل-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ بھارت کے سابق وزیر خارجہ اندر کمال گجرال نے پیر کی صبح ملک کے بارھویں باقاعدہ وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا ہے۔ انہوں نے 33۔ارکان پر مشتمل وزراء کی کونسل تشکیل دی ہے اور اعلان کیا ہے کہ متحدہ محاذ کی یہ نئی حکومت شفاف اور صاف ستھرا انتظام قائم کرے گی اور معاشی اصلاحات کا عمل پورے زور شور سے جاری رکھا جائے گا انہوں نے امور خارجہ سمیت کئی وزارتیں اپنے پاس رکھی ہیں۔ کابینہ میں چار مسلمان وزراء بھی شامل ہیں۔ ایک خصوصی انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ وہ گوڑا حکومت کی پالیسیوں پر ہی عمل کریں گے۔ خارجہ پالیسی تبدیل نہیں ہوگی۔ پاکستان سے کشمیر سمیت تمام امور پر مذاکرات کریں گے۔ خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات آگے بڑھائیں گے۔ نواز شریف سے آئندہ ماہ تفصیلی ملاقات ہوگی انہوں نے مزید کہا کہ اقوام متحدہ میں ایسی اصلاحات چاہتے ہیں کہ یہ ادارہ تمام ممالک سے برابری کا سلوک کرے۔

○ سی این این کے نامہ نگار کے مطابق بھارت کے نئے وزیر اعظم گجرال کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ بہتر تعلقات کی پالیسی کو جاری رکھیں گے۔ نامہ نگار نے بتایا ہے کہ اگرچہ کانگرس کی طرف سے ان کو حمایت تو ملی ہے لیکن انہیں اس چالاک حلیف کا سامنا کرنا ہوگا جس کو ساتھ لے کر چلنا اتنا آسان نہیں ہے۔ نامہ نگار نے مزید بتایا کہ حلف برداری کی تقریب میں شامل اکثر لیڈر اور مہمان یہ چہ مگوئیاں کرتے رہے کہ نئی حکومت کتنا عرصہ قائم رہے گی۔ بی بی سی نے اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ گجرال کو قطعاً توقع نہیں تھی کہ وہ وزارت عظمیٰ پر فائز ہو جائیں گے۔ تاہم اس بات کی ضمانت نہیں کہ وہ زیادہ دیر تک برسراقتدار رہ سکیں گے کیونکہ کانگرس آخر کار اقتدار پر قابض ہونا چاہتی ہے۔ لیکن چونکہ اسے بھی فوری طور پر انتخابات میں خطرہ محسوس ہو رہا ہے لہٰذا وہ بھی ابھی کچھ دیر انتظار کرے گی۔

○ بھارت کے نئے وزیر اعظم آئی کے گجرال کے متعلق اکثر اخبارات نے اپنے تبصروں میں لکھا ہے کہ گجرال کو کسی خاص پارٹی کی حمایت حاصل نہیں تھی۔ اور وہ کامیاب بھی اس لئے ہوئے کہ وہ کسی شخص کے امیدوار نہیں تھے۔ بلکہ اپنے بھی نہیں تھے۔ گجرال کی کوئی بنیاد نہ ہونے کے باعث بھی آج یونائیٹڈ فرنٹ کی حمایت کی گئی۔ لیکن یہ بات مستقبل میں خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اخبار پائینئر نے پیش گوئی ہے کہ فرنٹ اور کانگرس کا اتحاد زیادہ دیر نہیں چلے گا۔

○ بھارت کے وزیر اعظم آئی کے گجرال ٹریک ٹو مذاکرات کے سلسلے میں تین مرتبہ پاکستان آچکے ہیں۔ انہیں کئی بھارتی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ نجی محفلوں میں وہ ٹھیٹھ پنجابی بولتے ہیں۔ انہیں اردو رسم الخط پڑھنے اور اردو بولنے پر بھی دسترس حاصل ہے۔ خارجہ پالیسی میں وہ خود کو پنڈت جواہر لال نہرو کا پیروکار قرار دیتے ہیں۔ وہ جنتا دَل کے مرکزی رہنما ہیں۔ جس کے سربراہ بھارت کے خوش مزاج وزیر اعلیٰ لالو پرساد یادف ہیں۔

○ وزیر اعظم کے مشیر برائے اطلاعات مشاہد حسین نے کہا ہے کہ بھارت کے نئے وزیر اعظم امن کی بات کرتے ہیں۔ مگر اب عمل کی ضرورت ہے۔ انہیں پاکستان کے بارے میں اپنی مثبت اور تعمیری سوچ کو حقیقت کا روپ دینا ہوگا اور مسئلہ کشمیر کے حل کی جانب پیش قدمی کرنا ہوگی۔ مشیر برائے اطلاعات مشاہد حسین نے بتایا کہ بھارتی مشرقی کمان کے سربراہ جنرل ساہنی کے اس الزام میں کوئی صداقت نہیں کہ پاکستان آسام میں علیحدگی پسندوں کی حمایت کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نہ تو بھارت کے معاملات میں مداخلت کرتے ہیں نہ ایسا کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ باتیں انہوں نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے بتائیں۔

○ منیٰ میں آگ لگنے کے سانحہ میں شہید ہونے والے مزید آٹھ پاکستانیوں کے نام مدینۃ الحجاج نے جاری کئے ہیں جس کے بعد اب تک 52 حاجیوں کی شناخت ہو چکی ہے۔ ابھی ہسپتالوں میں 25 پاکستانی زیر علاج ہیں جن میں سے چھ کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے مرکزیہ مجلس اقبال کے زیر اہتمام تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ احتساب صرف بیوروکریٹس کا نہیں ہوگا۔ مجھ سمیت جو زد میں آیا اس کی جیب سے پیسہ نکلوا کر عوام کے قدموں میں نچھاور کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم عوام سے کٹ گئے تو ہماری حالت بھی کٹی پتنگ جیسی ہوگی۔ لوگوں کی امیدیں بہت زیادہ ہیں مگر صبر سے کام لینا ہوگا۔ دراصل موجودہ مینڈیٹ خرابی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا نام ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن کے ثبوت عوام سے لیں گے۔ غلط کام پر آپ کا ہاتھ اور ہمارا گریبان ہوگا۔ دیگر مقررین نے اس بات کا اظہار کیا کہ حکومت مینڈیٹ کے انقلابی تقاضے پورے کرے۔ بالاتر اور بالادست طبقات سے دبنے کی ضرورت نہیں۔

○ پاکستان میں امریکی سفیر تھامس جونیئر سائمنز نے کہا ہے کہ امریکی حکومت مسئلہ کشمیر کا پرامن حل چاہتی ہے۔ انہیں توقع ہے کہ جلد یا بدیر پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کو یہ مسئلہ مذاکرات سے حل کرنا پڑے گا۔ امریکی سفیر نے کہا کہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر امریکہ اکثر احتجاج کرتا رہتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ دہشت گردی اور منشیات کی سمگلنگ روکنے کے لئے پاکستان اور امریکہ میں اتفاق رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ پاکستان میں مزید سرمایہ کاری کرے گا لیکن امریکی سرمایہ کار حکومت کی اقتصادی پالیسیوں کے بارے میں جاننے کے لئے بہت بے تاب ہیں۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ پاکستان امریکی تاجروں کی کارکنوں کے حقوق کے بارے میں تشویش دور کرنے کے لئے ایکسپورٹ پراسیسنگ زون بنائے۔

○ سابق وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے تجویز پیش کی ہے کہ زرعی انکم ٹیکس وفاقی حکومت وصول کرے۔ اور اس سلسلہ میں فوری طور پر آئینی ترمیم کی جائے۔ سیاسی وجوہات کی بناء پر صوبے حقیقت پسندانہ زرعی ٹیکس عائد نہیں کر سکتے۔

خوشخبری نصرت جہاں اکیڈمی کی تمام کتب اور کاپیاں دستیاب ہیں۔
رعایتی نرخوں پر حاصل کرنے کیلئے تشریف لائیں
نوبل سٹیشنری سنٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

ربوہ میں ہومیوپیتھک ادویات کی خریداری کیلئے سب سے سستا سٹور
اوقات ½8 تا 1 بجے ● 5 تا 8 بجے شام
فرحت کلینک اینڈ سٹورز (ہومیو)
راجیکی روڈ ربوہ

مضبوطی میں بے مثال
کارکردگی میں لاجواب
HERCULES
ہرکولیس پٹہ کمانی
سپیشلسٹ
● پٹہ کمانی
● سلنسر بکس پائپ
● آٹو ربڑ پارٹس
نیز سوزوکی جینئن پارٹس
میاں بھائی
15- منٹگمری روڈ، لاہور
فون نمبر 6374740-6313372-6313373

جدید ورائٹی کے زیورات
فینسی گولڈ سمتھ محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: اظہر احمد
فون: دوکان: 212868
گھر: 212867

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں، بایوکیمک ادویات رعایتی نرخوں پر، پریکٹیشنرز حضرات کیلئے خصوصی رعایت۔
● سادہ گولیاں ● ٹکیاں ● شوگر آف ملک ● خالی ڈبیاں اور ڈراپرز علاوہ ازیں ہومیوپیتھک کتب بھی دستیاب ہیں۔
کیورٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: 771
فیکس: 212299

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کیڈمیم کے ساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات
زیورات کی واپسی پر کٹوتی نہیں کی جاتی
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز
دوکان: 212837
گھر: 212175
پروپرائیٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ

اکسیر موٹاپا 40/-
ہمدرد نسواں (حب اطہرا) 25/-
دوائی فضل الٰہی (برائے اولاد نرینہ) 200/-
زد جام عشق 900/-
اکسیر لیکوریا کیپسول 40/-
کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 25/-
سفوف اکسیر شوگر 35/-
جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ فون: 659